66155 ـ مؤذن نے وقت سے سات منٹ قبل اذان کہہ دی تو لوگوں نے روزہ افطار کرلیا

سوال

محلہ کی مسجد کے مؤذن کی اذان سن کر ہم نے روزہ افطار کرلیا، اور سات منٹ گزرنے کے بعد ہم نے ايك دوسری مسجد کے مؤذن کی اذان سنی؛ جب ہم نے محلے کے مؤذن سے دریافت کیا تو اس نے ہمیں بتایا کہ اس سے غلطی ہو گئی کہ اذان کا وقت ہو گیا ہے، اب اس محلہ کے لوگوں پر کیا لازم آتا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

جس نے غروب شمس کا گمان کرتے ہوئے روزہ افطار کر لیا، اور پھر اسے علم ہوا کہ ابھی سورج غروب نہیں ہوا تو جمہور علماء کرام کے ہاں اس پر قضاء ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالی " المغنی " میں لکھتے ہیں:

" فقہاء وغیرہ میں سے اکثر اہل علم کا قول یہی ہے " انتہی

دیکھیں: المغنی لابن قدامہ المقدسی (4 / 389).

مستقل فتوی کمیٹی سے مندرجہ ذیل سوال کیا گیا:

ايك شخص نے اپنی بچیوں کے کہنے پر روزہ افطار کر لیا اور جب نماز کے لیے نکلا تو مؤذن مغرب کی اذان دے رہا تھا؟

کمیٹی کا جواب تھا:

" جب آپ نے افطاری واقعتا غروب آفتاب کے بعد کی ہے تو آپ پر کوئی قضاء نہیں، اور اگر آپ نے یہ تحقیق کی یا آپ کے ظن پر غالب ہو گیا، یا آپ کو شك ہے کہ آپ نے غروب شمس سے قبل افطاری کرلی تو آپ اور جس نے بھی آپ کے ساتھ افطاری کی اس پر قضاء ہے؛ کیونکہ اصل یہ ہے کہ دن باقی تھا، اور اس اصل سے بغیر کسی شرعی

ناقل يعنى غروب شمس كے تبديل نہيں ہو سكتا" انتہى

ديكھيں: فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (10 / 288).

اور شيخ ابن باز رحمہ اللہ تعالى سے مندرجہ ذيل سوال كيا گيا:

بعض لوگوں نے افطارى كر لى اور بعد ميں انہيں علم ہوا كہ ابھى تو سورج غروب نہيں ہوا تو اس كا حكم كيا ہے؟

شيخ رحمہ اللہ تعالى كا جواب تھا:

" جس سے ايسا ہو جائے اسے غروب آفتاب تك كھانے پينے وغيرہ سے رك جانا چاہيے، اور جمہور اہل علم كے ہاں اس پر قضاء ہے، اور اگر اس نے اجتھاد اور غروب شمس كے متعلق پورى كوشش كے بعد افطارى كى ہو تو اس پر كوئى حرج نہيں، جس طرح كہ اگر وہ تيس شعبان كو صبح اٹھے اور دن ميں اسے علم ہوا كہ آج تو رمضان كى يكم ہے، تو اسے باقى دن كچھ نہيں كھانا پينا چاہيے، اور جمہور كے ہاں وہ اس دن كى قضاء كرے گا، اور اس پر كوئى گناہ نہيں، كيونكہ جب اس نے كھايا پيا تھا تو اسے رمضان كا علم نہيں تھا، لہذا جہالت نے اس سے گناہ كو ساقط كر ديا ہے، ليكن قضاء ساقط نہيں ہو گى، اسے اس دن كى قضاء ميں روزہ ركھنا ہو گا" انتہى

ديكھيں: مجموع فتاوى ابن باز (15 / 288).

اور بعض اہل علم كہتے ہيں كہ روزہ صحيح ہے، اور اس پر قضاء لازم نہيں مجاہد اور حسن رحمہم اللہ سے يہى مروى ہے، اور اسحاق اور امام احمد رحمہ اللہ تعالى سے ايك روايت بھى يہى ہے، اور مزنى اور ابن خزيمہ رحمہ اللہ تعالى كا بھى يہى قول ہے اور شيخ الاسلام رحمہ نے بھى اسے ہى اختيار كيا ہے، اور شيخ ابن عثيمين رحمہ اللہ تعالى نے بھى اسے ہى راجح قرار ديا ہے.

ديكھيں: فتح البارى (4 / 200) مجموع الفتاوى لشيخ الاسلام ابن تيميہ (25 / 231) الشرح الممتع (6 / 402 - 408).

اور انہوں نے بخارى شريف كى مندرجہ ذيل روايت سے استدلال كيا ہے:

ہشام بن عروہ فاطمہ سے اور وہ اسماء بنت ابى بكر رضى اللہ تعالى عنہما سے بيان كرتے ہيں كہ اسماء بنت ابى بكر رضى اللہ تعالى عنہما نے كہا: ہم نے نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے دور ميں ابرآلود موسم ميں روزہ افطار كر ليا تو بعد ميں سورج نكل آيا.

ہشام رحمہ اللہ تعالی سے کہا گیا: تو کیا انہیں قضاء کرنے کا حکم دیا گیا؟

تو وہ کہنے لگے: قضاء ضروری ہے، اور معمر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں مین نے ہشام کو یہ کہتے ہوئے سنا: مجھے نہیں علم کہ انہوں نے قضاء کی یا نہیں.

اور ہشام کا یہ کہنا کہ: قضاء ضروری ہے، انہوں نے اپنی سمجھ کے مطابق یہ کہا ہے، انہوں نے یہ نہیں کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قضاء کرنے کا حکم دیا ہے.

اور اسی لیے حافظ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" اور اسماء رضی اللہ تعالی عنہا کی حدیث میں نہ تو قضاء کا ثبوت ہے اور نہ ہی اس کی نفی پائی جاتی ہے" انتہی

اور شیخ ابن عثمین رحمہ اللہ " الشرح الممتع " میں کہتے ہیں:

" انہوں نے دن میں اس بنا پر افطاری کر لی کہ سورج غروب ہو چکا ہے وہ سورج غروب ہونے سے جاہل تھے، نہ کہ شرعی حکم سے، لیکن ان کا یہ گمان نہیں تھا کہ ابھی دن ہے، اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قضاء کرنے کا حکم دیا، اور اگر قضاء واجب ہوتی تو یہ اللہ کی شریعت سے ہوتی اور پھر یہ محفوظ بھی ہوتی، لہذا جب یہ محفوظ نہیں اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے، تو اصل بری الذمہ ہے، اور قضاء نہیں ہے" انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع (6 / 402).

اور شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" یہ قضاء واجب نہ ہونے کی دلیل ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر انہیں قضاء کا حکم دیتے تو یہ بھی عام ہوتا جیسا کہ ان کا افطاری کرنا نقل ہوا ہے، اور جب یہ منقول نہیں تو یہ اس کی دلیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس کا حکم نہیں دیا.

اور اگر یہ کہا جائے کہ: بلکہ ہشام بن عروہ رحمہ اللہ تعالی کو کہا بھی گیا انہیں قضاء کا حکم دیا گیا تھا؟

تو ان کا کہنا ہے: قضاء ضروری ہے، یہ ہشام نے اپنی رائے سے کہا ہے، اور حدیث میں یہ مروی نہیں.

اور یہ اس کی بھی دلیل ہے کہ ان کے پاس اس کا علم نہیں تھا، معمر رحمہ اللہ نے ان سے روایت کیا ہے کہ میں نے ہشام کو یہ کہتے ہوئے سنا: مجھے علم نہیں کہ انہوں نے قضاء كي يا نہیں ؟

امام بخاری رحمہ اللہ تعالی نے ان سے یہ بیان کیا ہے، اور ہشام رحمہ اللہ نے اپنے والد عروہ سے بیان کیا ہے کہ انہیں قضاء کا حکم نہیں دیا گیا تھا، اور عروہ کو اپنے بیٹے سے زیادہ علم ہے" انتہی اختصار اور کمی و بیشی کے ساتھ

دیکھیں: مجموع الفتاوی (25 / 231).

اور اگر آپ احتیاط کرتے ہوئے اس کے بدلے ایك دن کی قضاء میں روزہ رکھ لیں تو یہ بہتر ہے، اور الحمد للہ ایك دن کی قضاء کرنا آسان ہے، اور جو کچھ ہوا اس سے آپ پر کوئی گناہ نہیں.

واللہ اعلم .